تصوّف کیا ہے؟؟؟

سچّے صوفی کی آواز

میرے رسول کی چاہت میرا تصوّف ہے نبی کے عشق کی غیرت میرا تصوف ہے
سبق یہ سیرتِ صدیق سے ملا مجھ کو عدوئے دین پہ شدت میرا تصوف ہے
ہمیں جو سورۂ حجرات نے دیا منشوراُسی ادب کی رعایت میرا تصوف ہے
درِحسین سے پائی ہے یہ رَوِش میں نے کمالِ صبر و عزیمت میرا تصوف ہے
کروں رسول کے دشمن سے پیار ناممکن نبی کے باغی سے نفرت میرا تصوف ہے
تمام عاشق صادق ہیں، ہمنشیں میرے سب اہل عشق سے اُلفت میرا تصوف ہے
میرا سلوک ، سکھاتا ہے مجھ کو استغنانہ مال و زر نہ حکومت میرا تصوف ہے
کبھی خرید نہ پائے قلندروں کو مُلوک یہی عظیم وراثت میرا تصوف ہے
نبی کے عشق نے بخشی ہے فطرت غیورکبھی نہ جھکنے کی عادت میرا تصوف ہے
میں رات دن اسے چشمِ وفا سے پڑھتا ہوں کتابِ عشقِ رسالت، میرا تصوف ہے
میری حیات ہے ناموسِ مصطفیٰ پہ نثارراہِ وفا میں شہادت میرا تصوف ہے
ہر اک مقام پہ اظہارِ حق میرا شیوہ ہر اک محاذ پہ جرأت میرا تصوف ہے
فریب و مکر سے یہ صوفیت نہیں مِلتی قدم قدم پہ صداقت میرا تصوف ہے
فقط لباس کبھی صوفیت نہ کہلائے دل و نظر کی شرافت میرا تصوف ہے
میں جانتا ہوں دلوں کے چھپے ہوئے مقصدمیری نگاہ فراست میرا تصوف ہے
عمل ہے ”کُونُوامَعَ الصّٰدِقِین“ پر میرا ہر ایک جھوٹے پہ لعنت میرا تصوف ہے
میں نور بن کے دلِ متّقی میں رہتا ہوں حَسَب نسب نہ سیادت میرا تصوف ہے
تلاشِ قربِ الٰہی، سدا میرا مطلوب کہ ذکر و فکر کی حالت میرا تصوف ہے
گئے نہ صوفی کبھی مال و زر کی چوکھٹ پرجہانِ فقر کی دَولت میرا تصوف ہے
نہیں ہے دین میں اِسکا کوئی الگ رستہ فقط نظامِ شریعت میرا تصوف ہے
مرا طریق نمود و ریا سے ہے پرہیزخلوصِ دل کی رفاقت میرا تصوف ہے
فریدؔی تو بھی مسلسل اِسی پہ چلتا رہے رسول پاک کی سنت میرا تصوف ہے

ازمحمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی۔ مسقط عمان

”فیض عالم“ کی اشاعت کے ۲۷ سال

محترم! قارئین کرام الحمدللہ وبکرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا ماہنامہ ”فیض عالم“ بہاولپور آپ ہی کے تعاون سے اپنی اشاعت کے ۲۷ سال پورے کر چکا ہے۔ اس ۲۷ سالہ اشاعتی سفر میں فیض عالم نے کافی نشیب وفراز دیکھے ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ جون 1989ء کا پہلا شمارہ 16=36×23 سائز کا پہلا رسالہ جس کے صفحات 32 تھے نیوز پیپر پر شائع ہوا جسے محترم محمد رفیق رضا خوش نویس (ملتان) نے کتابت کیا ملتان کے شرقی پریس سے شائع ہوا اس پہلے شمارہ کی اشاعت کا سارا خرچہ میرے حضور والدی گرامی حضرت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ نے عطا فرمایا۔ قبل ازیں ڈی سی آفس بہاولپور سے اس کے ڈیکلریشن کے تمام مراحل میرے برادرِ اکبر حضرت شیخ الفقہ والمیراث مفتی محمد صالح اویسی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے طے کرائے۔ پہلا شمارہ فقیر نے جب احباب کو بھیجا تو غیر متوقع حوصلہ افزائی کے خطوط آئے حالانکہ رسالہ کا ٹائٹل یک رنگہ تھا اشاعتی خوبصورتی سے محروم تھا مگر سچ یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ طے کئے جانے والے سارے راستے مدینہ منورہ کو جاتے ہیں، نام ونمود کے پجاری ہمیشہ ناکام رہتے ہیں ہاں وقتی بھلے بھلے ہوتی ہے مگر نتیجہ صفر ہوتا ہے۔ رسالہ کی اشاعت میں میرے قبلہ والدی گرامی حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کا خلوص ہے کہ بے سروسامانی اور اشاعتی لش پش کے بغیر آپ کے ماہنامہ ”فیض عالم“ نے اشاعت کے 27 سال پورے کئے۔

اشاعتی دشواریاں

ہاں یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ اس عرصہ میں آپ کے اس محبوب ترجمان کو بند کرانے کی بھی سازشیں ہوئیں اس کی ڈیکلریشن منسوخ کرانے کے لیے بھی حیلے بہانے بنائے گئے ایک عرصہ تک فقیر لاہور سیالکوٹ پیشیاں بھگتا رہا۔ اس کی اشاعت کو استحکام دوام بخشنے میں بہت سارے احباب نے دستِ تعاون بڑھایا اگر ان کے اسماء گرامی لکھے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے فقیر کے یادوں کے چراغ میں ان احباب کے روشن چہرے تسکینِ حیات کا باعث ہیں۔

بہت شکر گزار ہوں ان احباب کا کہ جنہوں نے میرے حضور سیدی وسندی والدی گرامی نور اللہ مرقدہٗ کے وصال شریف کے بعد ہم سب بھائیوں کا حوصلہ بڑھایا آپ کے شروع فرمائے ہوئے منصوبہ جات (تعلیمی، تدریسی، تبلیغی، اشاعتی، تعمیری) میں ہمارا ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ گلشنِ فیضِ ملت، مفسر اعظم پاکستان ہمیشہ ہرا بھرا رہے، مدینہ شریف کی پر کیف ہواؤں اور پُر نور فضاؤں کے صدقے اس گلستان میں ہمیشہ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بہار رہے۔

آمین بحرمتِ حبیب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی مدیر

ایک اور غلام شبیر غازی تنویر

اسکاٹ لینڈ، گلاسگو میں پولوک شیلڈ، آئی بروکس کے علاقے کو کم ہی لوگ جانتے ہوں گے۔ 5 ماہ سے اس علاقے میں اسد نامی ایک شاتم رسول، نئے دین کا موجد ایک ویڈیو سوشل سائٹ سے اپنی جعلی نبوت پھیلا رہا تھا۔ قادیانی تھا تو برطانوی وسکاٹش گورنمنٹ کی شے بھی مل ہی گئی۔ ماحول کے مطابق عیسائی عقائد کو اپنے کفریہ نظریات کے ساتھ مکس کیا تو مقامی عیسائی بھی کافی تعداد میں اس کا ساتھ دینے لگے۔

علاقے کے مسلمان مضطرب تھے کہ اہلسنّت اہل محبت کی کمان سے، عشق کا ایک اور تیر، تنویر چل گیا

رومی کشمیر، مردِ حق میاں محمد بخش علیہ الرحمہ کے تاجدار کھڑی شریف کشمیر سے تعلق رکھنے والا ایک 32 سالہ وجیہہ صورت، صفتِ ممتاز وشبیہہ ممتاز کا حامل تنویر قادری نامی نوجوان اسکاٹ لینڈ ہی میں مقیم تھا۔ کافی عرصے سے اس لعین اسد کذاب کو کیفر کردار تک پہنچانے کا عزم رکھتا تھا۔ لندن میں ایک دن کمرے میں سویا ہوا تھا اچانک کمرہ بقعۂ نور بن گیا۔ غازی ممتاز قادری سے محبت تو تھی ہی مگر آج ملاقات بھی ہونے کو تھی۔ بعدازاں غازی ممتاز قادری شہید کے برادر اکبر ملک دلپذیر اعوان صاحب کو فون پر غازی ممتاز قادری کی زیارت وملاقات کا احوال کہہ سُنایا اور اسد کذاب کو واصلِ جہنم کرنے کا عزم بھی کیا۔

(واضح رہے غازی تنویر قادری کے ملک دلپذیر اعوان صاحب سے غازی ممتاز قادری صاحب سے محبت کے اظہار کے لیے سوشل سائٹس اور ٹیلی فونک رابطے رہے۔ غازی ممتاز قادری صاحب کو خط بھی لکھتے رہے) اس غازی تنویر جو سرتاپا تنویر ہی نظر آتا ہمہ وقت ایک ہی لگن ایک ہی سوچ کہ گستاخِ محمد تیری اب خیر نہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

ہر وقت یادِ مدینہ ستاتی، خود تو اسکاٹ لینڈ میں تھا مگر

جان ودل ہوش وخرد سب ہی مدینہ پہنچ چکا تھا مگر

''تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا''

کے مصداق اب غازی تنویر قادری چلے کوئے مدینہ ادائیگی عمرہ کیا محبوب خدا صلی علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کا نظارہ کیا۔ واپس آئے اور 24 مارچ کو موقع پا کر اسد کذاب کی دکان میں گھس کر 30 وار کئے، مضروب اسد ہسپتال پہنچ کر دم توڑ گیا۔ قادیانیت و عیسائیت میں صف ماتم بچھانے والا یہ عظیم مجاہد اب پابند سلاسل ہے عرضیکہ اب اہلسنّت کا ایک اور سپاہی ہماری توجہ کا منتظر ہے اس عاشق کا بھی اب چرچا چاردانگِ عالم ہو رہا ہے۔ 5 اپریل کو گلاسگو کی عدالت میں انہوں نے پیش ہو کر بیان دیا۔

اللہ اکبر ولبیک یارسول اللہ

مجرم مولوی ہی کیوں؟

تحریر: محمد اسمٰعیل بدایونی

میرا بھتیجا جیسے ہی گھر میں داخل ہوا میں نے مولوی کے طنز کے ساتھ آؤ! بھئی مولوی صاحب! کہاں سے تشریف لا رہے ہیں میرے بھتیجے نے مجھے داخل ہوتے ہی سلام کیا السلام علیکم! چچا جان نماز پڑھ کر آ رہا ہوں

وعلیکم السلام! میں نے سلام کا جواب دیا اور کہا! اچھا بھئی یہ قوم اب صرف نماز قرآن تک ہی محدود رہ گئی ہے اسی لیے ترقی نہیں کرسکی بھائی ! اللہ کے بندے بنو، کچھ سائنس سیکھو، ٹیکنالوجی سیکھو ان مولویوں نے ہمارے سارے ٹیلنٹ کو برباد کر کے رکھ دیا جب تک یہ مولوی زندہ رہے گا یہ قوم ترقی نہیں کر سکے گی، دنیا چاند پر پہنچ گئی مگر یہ ابھی تک مسجد سے نہیں نکل سکا، برباد کر دیا انہوں نے اس قوم کو اور اس کے ساتھ ہی میری مولویوں کے خلاف دل کی بھڑاس نکلنا شروع ہوگئی۔

میرے جی میں جو آیا میں بولتا رہا، میرا بھتیجا نہایت خاموشی کے ساتھ سنتا رہا۔۔ جب میں دل کی بھڑاس نکال چکا تو میرے بھتیجے نے نہایت ادب کے ساتھ کہا: چچا جان! ابھی کچھ اور کہنا باقی ہے؟ اس کی دلنشیں مسکراہٹ نے مجھے بھی مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

چچا جان! دادا جان اکثر ایک واقعہ سُنایا کرتے تھے میں آپ کو وہ واقعہ سُناتا ہوں۔

ایک اسکول میں ایک بچہ پڑھا کرتا تھا اس کا اصل نام تو اشرف تھا لیکن اس کی بھاری بھرکم جسامت کی وجہ سے لڑکے اس کا مذاق اڑاتے اور اس کی کچھ شراتوں کی وجہ سے سب اسے اچھو پہلوان ہی کہا کرتے تھے۔ اچھو پہلوان کا مسئلہ یہ تھا کہ اسکول کا نل ٹوٹ جائے تو استاد صاحب انکوئری بعد میں کرتے اور پوچھتے اچھو پہلوان کہاں ہے؟ اور جیسے ہی اچھو سامنے آتا ڈنڈے سے شاندار چھترول شروع کر دیتے، بعد میں معلوم ہوتا کہ وہ نل تو پلمبر سے ٹوٹا تھا۔ استاد صاحب کا پین نہیں ملتا تو اچھو کی شامت آجاتی اور اسے مرغا بننے کا حکم دے دیا جاتا بعد میں معلوم ہوتا کہ یہ پین تو خود استاد صاحب نے میز کی دراز میں رکھا تھا اور کلاس کے لڑکے بھی اتنے ہی ہوشیار تھے اگر کسی سے کوئی غلطی ہو بھی جاتی تو الزام اچھو کے سر ہی لگا دیتا یوں اچھو پورے اسکول میں مشہور ہوگیا ہر شرارت خواہ وہ کوئی بھی کرے الزام اچھو ہی کے سر آتا تھا ایک دفعہ ایک بچے نے آ کر استاد صاحب کو بتایا کہ سر! باہر دو بسوں میں تصادم ہوگیا ہے کافی لوگ زخمی ہوگئے ہیں اچھو نے جب یہ سنا تو خاموشی سے اٹھا اور جا کر مرغا بن گیا۔

استاد صاحب نے دو لگائے اور کہا: باہر بندے مر رہے ہیں اور تجھے مسخریاں سوجھ رہی ہیں۔ اچھو نے بھول پن کے ساتھ کہا

استاد جی آخر میں قصور تو اچھوہی کا نکلے گا نا!

تو بس مولوی بھی اس معاشرے کا اچھو بن چکا ہے ہر کوتاہی اسی کے کھاتے میں، ترقی نہ کر سکے مجرم کون؟ مولوی

ملک کرپشن کے سبب پیچھے جا رہا ہے مجرم کون ہے؟ مولوی

بے حیائی وعریانیت کے سبب ریپ کے واقعات میں ہولناک اضافہ مجرم کون ہے؟ مولوی

سائنس میں مسلمان پیچھے رہ گئے مجرم کون؟ مولوی

لوگوں کو انصاف میسر نہیں آرہا مجرم کون؟ مولوی

ہر جرم مولوی کے سر پر رکھ کر جاہلوں کے چوراہے پر جملوں کے تیروں اور پھبتیوں کے نیزے اور طعن و تشنیع کے نشتر سے مذہب اسلام کو چھلنی کرنا چاہو تو کردو ہم باخلاق بھی رہیں گے اور باکردار بھی رہیں گے۔

کالجز اور یونیورسٹیز پر جو اربوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں وہ سائنٹسٹ پیدا کیوں نہیں کر رہے جب کہ مولوی نے تو یہ دعویٰ ہی نہیں کیا کہ وہ سائنٹسٹ بنا رہا ہے حالانکہ سائنسدان ہونے کے دعوے دار سائنسی ایجادات کے بجائے میڈیا پر اسلام کے خلاف ٹاک شو کرتے نظر آتے ہیں۔

ملک میں کرپشن کا ذمہ دار مولوی نہیں اس پر کوئی آواز نہیں، عدل وانصاف کی دھجیاں بکھر کر رہ گئیں ہر طرف خاموشی مگر سب خاموش۔

کوئی ایک بے وقوف احمق شخص محض ڈاڑھی رکھ کر گالیاں بک دے تو سارا دن میڈیا اس جعلی عامل کی پٹائی دکھاتا رہتا ہے لیکن یہ ہی آزاد میڈیا لاکھوں انسان کی ممتاز قادری کے جنازے کی وڈیو نہیں دکھاتا۔

جہاں آپ کا میڈیا سارا دن ایک کھلاڑی کو ہیرو کے روپ میں پیش کرتا ہو جہاں ایک بچے کے ذہن میں آئیڈیل ایک کھلاڑی ہو وہاں نسل نو اسکالر، پروفیسر، ڈاکٹر اور انجینئر بننے کے بجائے کھیل کو ترجیح دے گی، جہاں میچ جیتنے کی خوشی میں کھلاڑی کا شاندار اور فقید المثال استقبال کیا جاتا ہو اور جہاں ایک سائنس دان جو باہر ملک سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لے کر وطن واپس آئے اسے وطن میں نوکری ملی کہ نہیں اس کی کسی کو پرواہ بھی نہیں ہوتی۔

چچا جان! ایک بات پر غور کیجیے اگر ہم یہ کہیں کہ دیکھو دنیا چاند پر پہنچ گئی اور یہ درزی آج بھی کپڑے سی رہا ہے تو آپ کو حیرت نہیں ہو گی لیکن مولوی کا تذکرہ آجائے تو فوراً مولوی پر تنقید شروع مولوی نے کب دعویٰ کیا کہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی پر کام کر رہا ہے، یہ تنقید ان سائنسدانوں پر ہونی چاہیے جو سائنس پر تحقیق کے بجائے میڈیا پر آکر اسلام پر بات کر رہے ہوتے ہیں۔

چچا جان! ان کے نزدیک مسئلہ مولوی ہے ہی نہیں یہ تو لاکھوں لوگوں کو بھی دو چار سو کہہ کر نہیں دکھاتے اکثریت کی بات تو محض ایک بہلاوا ہے اصل مسئلہ تو اسلام ہے اور اسلام کو برا کہنے کی یہ جرات نہیں کر سکتے اس لیے مولوی کو گالیاں دیتے ہیں۔

بھتیجے کی بات سُن کر میں واقعی شرمندہ ہوا اور سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ کہہ تو صحیح رہا ہے ہم ذمہ داروں کے بجائے سارا ملبہ اسے بے چارے مولوی پر گرا دیتے ہیں جب تک ہم اخلاقی طور پر اتنے بلند نہیں ہوتے کہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہہ سکیں تب تک ہم کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

حضور جہانیاں جہاں گشت

فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مجاز سفیر کتب اہلسنّت حضرت الحاج صوفی مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جو پاک و ہند کے علماء کرام کی مایہ ناز ضخیم نادر و نایاب کتب کو جمع کرتے ہیں پھر یہ عظیم خزینے ہر عام و خاص تک محض رضائے الٰہی کے لیے پہنچاتے ہیں یہ سخاوت کا سلسلہ ایک طویل عرصہ سے جاری ہے۔ ان کی اس سخاوت سے کئی لائبریریاں موجود میں آئیں جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور چونکہ ان کا پیر خانہ ہے دستار فضیلت کے موقعہ پر فضلاء کو کتب و رسائل دینے کے لیے کئی کاٹن لیکر خود پہنچ جاتے ہیں حالانکہ دبلی پتلی جان ہے مگر جان کی پرواہ کئے بغیر کتب و رسائل کے وزنی کاٹن لئے کشمیر تا کراچی گھومتے پھرتے رہتے ہیں مزے کی بات یہ کہ ساری خدمت بلا طمع و لالچ کرتے ہیں اب کمزوری طبع کی وجہ سے یہ خدمت ڈاک کے ذریعے کر رہے ہیں۔ ان کی اس خدمات جلیلہ کا اعتراف علماء و مشائخ کرام کو ہے وہ ہمیشہ انہیں دعائیہ کلمات سے نوازتے رہتے ہیں۔

موصوف کا تعارف اور دینی خدمات کو خوبصورت انداز میں لکھنے کی سعادت پروفیسر ڈاکٹر سیّد محمد عارف (ایم اے، پی ایچ ڈی) نے حاصل کی ۷۲ صفحات کا کتابچہ ۳۰ روپے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

فیض رضا لائبریری V-105 کنٹری ٹاور فیز 1 سیکٹر 15-B بفرزون کراچی 03002052869

ماہ شعبان المعظم اور شب برأت

افاضات: حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ

شعبان المعظم کو شعبان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ شعبان شعب یشعب سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے نکلنا، ظاہر ہونا، پھوٹنا چونکہ اس مہینہ میں خیر کثیر پھوٹتی پھیلتی ہے اور بندوں کا رزق تقسیم ہوتا ہے اور تقدیری کام الگ ہو جاتے ہیں، اس وجہ سے اس مہینہ کا نام شعبان رکھ دیا۔ (غیاث اللغات)

شعبان المعظم اسلامی سال کا آٹھواں قمری مہینہ ہے، جس کا نام ہی خیر و برکت کی تقسیم انعامات ربانی اور عطائے الٰہی کی فراوانی پر دلالت کرتا ہے۔

شعبان کے معانی ومطالب ﴾ شعبان تشعب سے ہے، جس کے معنی تفریب یعنی پھسلانا اور شاخ در شاخ ہونا ہے، ان معنوں کی تائید میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا اس ماہ کا نام شعبان اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کو شاخ در شاخ بڑھنے والی خیر و برکت میسر ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں شعبان شعب سے مشتق ہے، جو اجتماع کے معنی دیتا ہے، بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اس مقدس مہینہ میں خیر کثیر کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے، شعبان کے لغوی معنی جمع کرنا اور متفرق کرنا دونوں آتے ہیں۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ لوگ چونکہ ادھر ادھر متفرق ہونے کے بعد اس مہینہ میں جمع ہوتے ہیں اس بناء پر اسے شعبان کہا جاتا ہے۔

بعض نے کہا کہ اسے شعبان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں عرب پانی تلاش کرنے نکلتے تھے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ جنگوں میں نکلتے تھے۔

سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شعبان دراصل شعب سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے پہاڑ کو جانے کا راستہ اور یہ بھلائی کا راستہ ہے، شعبان سے خیر کثیر نکلتی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

ظاہر بات ہے کہ ایسا راستہ ہمیں بلندی پر لے جاتا ہے جہاں پہنچ کر ہم مسرت محسوس کرتے ہیں تو شعبان المعظم وہ پاکیزہ مہینہ ہے جو انسانوں کو روحانیت کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔

(پانچ حروف) شعبان میں پانچ حرف ہیں: ش، ع، ب، ا، ن۔ ان میں سے ہر حرف ایک ایک بزرگی کی نشاندہی کرتا

ہے، ش کا اشارہ شرف کی طرف ہے، ع بلندی کی طرف اشارہ کرتا ہے، ب سے مراد بِرّ یعنی نیکی ہے، الف سے مراد الفت اور ن کا حرف نور کی جانب اشارہ کرتا ہے، یہ پانچوں انعامات اس ماہ شعبان میں اللہ کی جانب سے بندوں کو عطا کیے گئے ہیں۔ (نزہۃ المجالس، غنیۃ الطالبین)

﴿ماہ شعبان المعظم اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کا ارشاد گرامی ہے شَعْبَانُ شَھْرِیْ، شعبان میرا مہینہ ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب، للدیلمی)

شعبان المعظم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مہینہ قرار دیا ہے اور اس کو اپنی جانب منسوب کیا ہے، اس کے بعد شعبان المعظم کے دیگر فضائل ذکر کرنے کی حاجت نہیں رہتی، کیونکہ جو مہینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا وہ عظمت و بزرگی میں بھی غیر معمولی مقام رکھتا ہوگا۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے دریافت کیا گیا کہ روزوں میں بہتر روزے کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا شعبان کے روزے، رمضان کے روزوں کی تعظیم کیلئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کو یہ بات بہت زیادہ پسند تھی کہ شعبان المعظم کے روزے رکھتے اور رمضان المبارک سے ملا دیتے۔ (کنز العمال)

☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ شعبان کے مہینے میں جتنے روزے رکھتے ہیں میں نے آپ کو کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا: یہ رجب اور رمضان کے درمیان وہ مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہوجاتے ہیں اور اسی مہینے میں بارگاہ رب العلمین میں اعمال لے جائے جاتے ہیں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال لے جائے جائیں تو میں روزے سے ہوں۔

(نسائی، کنز العمال)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا شعبان کی بزرگی دوسرے مہینوں پر اسی طرح ہے جس طرح مجھے تمام نبیوں پر بزرگی دی گئی ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

﴿ماہ شعبان اور صحابہ کرام﴾

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام شعبان المعظم کا چاند دیکھ کر قرآن کریم کی تلاوت (زیادہ) کرتے تھے، مسلمان اپنے مال سے زکوۃ بھی نکالا کرتے تھے تاکہ غریب اور مسکین

لوگ فائدہ اٹھاسکیں اور رمضان المبارک کے روزے رکھنے کیلئے ان کا کوئی وسیلہ بن جائے، حاکم لوگ قیدیوں کو بلا کر ان میں سے جو حد جاری کرنے کے لائق ہوتے تھے ان پر حد جاری کرتے تھے، باقی قیدی رہا کردیئے جاتے تھے، کاروباری لوگ بھی اسی ماہ میں اپنا قرض ادا کیا کرتے تھے اور دوسروں سے جو کچھ وصول کرنا ہوتا تھا وصول کرلیا کرتے تھے۔

(غنیۃ الطالبین)

﴿عظمتوں والی شب برأت﴾

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّـآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝

قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں اس میں بانٹ (تقسیم) دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں۔ (کنزالایمان)

اس رات سے کون سی رات مراد ہے علمائے کرام کے اس میں دو قول ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما و حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ لیلۃ القدر تھی کیونکہ سورہ قدر میں اس کی وضاحت موجود ہے اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور جماعت کا خیال ہے کہ اس سے مراد پندرہ شعبان المعظم کی رات ہے۔

چنانچہ اس تفسیر پر مذکورہ آیات سے ماہ شعبان کی پندرہویں شب کی خصوصیت سے بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں کہ مشہور تفسیر اس آیت کی اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ لیلۃ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

لیکن بعض مفسرین کا قول یہ بھی ہے کہ لیلۃ مبارک سے مراد شب برأت ہے۔

﴿شب براۃ کے مختلف نام﴾

شعبان المعظم میں پندرہ کی رات (شب براۃ) کو خاص فضیلت بزرگی و شرافت حاصل ہے، اور مختلف روایات میں اس رات کے کئی نام ذکر کیے گئے ہیں۔

(☆) لیلۃ المبارکۃ۔۔۔ برکتوں والی رات

(☆) لیلۃ الرحمۃ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کے نزول کی رات

(☆) لیلۃ الصک۔۔۔ دستاویز والی رات

(☆) لیلۃ البراءۃ۔ دوزخ سے بری ہونے کی رات۔ (روح المعانی)

(☆) عرف عام میں اسے شب برأت کہتے ہیں، فارسی میں شب کے معنی رات کے ہیں اور برأت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں۔

چونکہ اس رات رحمت خداوندی کے طفیل لاتعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں اس لئے اس رات کو شب برأت کہتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے حضرت ابوسعید بن منصور کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ شب قدر کے بعد شعبان المعظم کی پندرہویں شب سے زیادہ افضل کوئی رات نہیں۔ (ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ)

﴿سوائے چند کے﴾

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم نے فرمایا شعبان کی پندرہویں رات کو میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم یہ ایسی رات ہے جس میں آسمان اور رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں لہٰذا اٹھئے اور نماز پڑھیے اور اپنے سر اور دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایئے، میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ رات کیسی ہے؟ کہا یہ ایسی رات ہے کہ جس میں رحمت کے تین سو دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو بخش دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں، مگر جو شخص جادوگر ہو یا کاہن، کینہ رکھنے والا ہو یا ہمیشہ شراب پینے والا، زنا پر اصرار کرنے والا ہو یا سود کھانے والا، والدین کا نافرمان ہو یا چغل خور، رشتہ داری توڑنے والا، ان لوگوں کیلئے معافی نہیں ہوتی جب تک ان تمام چیزوں سے توبہ نہ کرلیں اور ان برے کاموں کو چھوڑ نہ دیں۔

(درۃ الناصحین)

نظر رحمت ﴿ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت فرما کر تمام مخلوق کی مغفرت فرما دیتا ہے سوائے مشرک اور کینہ ور کے۔ (ابن حبان ، رواہ البیھقی فی فضائل الاوقات)

﴿ہم تو مائل بہ کرم ہیں﴾

☆ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب شعبان المعظم کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک پکارنے والا پکارتا ہے کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کی مغفرت کردوں کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا دامن گوہر مراد سے بھر دوں، اس وقت خدا سے جو مانگتا ہے

اس کو ملتا ہے سوائے بدکار عورت اور مشرک کے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان ، رواہ البیہقی فی فضائل الاوقات)

☆ حضرت کعب کی روایت ہے کہ شعبان المعظم کی پندرہویں شب اللہ تعالیٰ جبرئیل کو جنت میں بھیج کر کہلوا تا ہے کہ پوری جنت سجا دی جائے، کیونکہ آج کی رات آسمانی ستاروں، دنیا کے شب و روز، درختوں کے پتوں، پہاڑوں کے وزن اور ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر اپنے بندوں کی مغفرت کروں گا۔ (ماثبت بالسنۃ)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا شعبان المعظم کی درمیانی رات میں حضرت جبرئیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ سلم) اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائیں، میں نے سر اٹھایا تو جنت کے سب دروازوں کو کھلا ہوا پایا، پہلے دروازہ پر ایک فرشتہ کھڑا پکار رہا تھا کہ جو شخص اس رات میں رکوع کرتا ہے (نماز پڑھتا ہے) اسے خوشخبری ہو، دوسرے دروازہ پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ جو شخص اس رات میں سجدہ کرتا ہے اسے خوشخبری ہو، تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا جس نے اس رات میں دعا کی اسے خوشخبری ہو، پانچویں دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا جس نے اس رات میں خدا کے خوف سے آہ وزاری کی (رویا) اسے خوشخبری ہو۔ چھٹے دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ اس رات میں تمام مسلمانوں کو خوشخبری ہو، ساتویں دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا اگر کسی کو کوئی سوال کرنا ہے تو کرے اس کا سوال پورا کیا جائے گا، آٹھویں دروازے پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کوئی ہے جو بخشش کی درخواست کرے اس کی درخواست قبول کی جائے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا، یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ انہوں نے جواب دیا پہلی رات سے صبح ہونے تک کھلے رہیں گے، پھر کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ اس رات میں دوزخ کی آگ سے اتنے بندوں کو نجات دیتا ہے، جتنے قبیلہ کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

فائدہ: عرب کے قبائل میں سے سب سے زیادہ بنو کلب کی بکریاں تھیں، ان تمام بکریوں کے جسموں پر جتنی تعداد میں بال تھے ان سے بھی کہیں زیادہ تعداد میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے، یہاں کوئی خاص تعداد مراد نہیں بلکہ تعداد کی زیادتی بیان کرنا مقصود ہے، کہ ایک بکری کے جسم پر کتنے بے شمار بال ہوتے ہیں اور پھر ان کثیر تعداد بکریوں کے جسم پر کتنے بے حساب و بے شمار بال ہونگے ان سے بھی بڑھ کر اللہ رب العزت اپنے بندوں کو معاف فرماتا ہے کوئی مانگنے والا، جھولی پھیلانے والا تو ہو بقول علامہ اقبال۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

ملائکہ کی عید ﴿ جس طرح زمین پر مسلمانوں کی دو عیدیں ہیں اسی طرح آسمان پر فرشتوں کی بھی دو عیدیں ہوتی ہیں مسلمانوں کی عیدیں عید الفطر (یکم شوال) اور عید الاضحیٰ (دس ذی الحجہ) کے دن ہوتی ہیں اور فرشتوں کی عیدیں شب برأت اور شب قدر میں ہوتی ہیں، فرشتوں کی عیدیں رات میں اس لئے ہوتی ہیں کہ وہ سوتے نہیں، مسلمان چونکہ سوتے ہیں اس لئے ان کی عیدیں دن میں ہوتی ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

فیصلے کی رات ﴿ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم نے (مجھ سے) فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ اس شب میں یعنی شعبان المعظم کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (مجھے تو معلوم نہیں، آپ ہی بتا دیجئے کہ) کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا بنی آدم میں سے ہر وہ شخص جو اس سال پیدا ہونے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھدیا جاتا ہے، اور بنی آدم میں سے ہر وہ شخص جو اس سال مرنے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھا جاتا ہے، اس رات میں بندوں کے اعمال اٹھا لئے جاتے ہیں اور اسی رات میں بندوں کے رزق اترتے ہیں۔ (رواہ البیھقی فی الدعوات الکبیر، بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

بجٹ کی رات ﴿ دنیا بھر کے ممالک میں یہ دستور ہے کہ وہ اپنے وسائل کے مطابق آمدنی واخراجات کا بجٹ ایک سال پہلے ہی تیار کر لیتے ہیں، ان کے پارلیمانی اور وزراء کے اجلاسوں میں اس بجٹ پر کافی عرصہ بحث ہوتی ہے، یہ بجٹ اپنی حکومت کے اغراض ومقاصد کا آئینہ دار بھی ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آنے والے سال میں ترقی کی کن منازل کو طے کرنا ہے۔

بعینہٖ شعبان المعظم کی چودہویں اور پندرہویں تاریخوں کے درمیان ہر سال خالق کائنات اپنی وسیع تر مملکت دنیا کے بجٹ کا اعلان فرماتا ہے اور یہ بجٹ زندگی کے ہر زاویئے پر محیط ہوتا ہے، اس رات میں یہ بھی فیصلہ ہوتا ہے کہ آنے والے سال میں کتنے لوگوں کو دنیا میں بھیجنا ہے اور کتنے لوگوں کو ان کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کرنے کے بعد واپس بلایا جائے گا، کتنا خرچ کرنے کی اجازت ملے گی اور کس سے کتنا کچھ واپس لے لیا جائیگا، شعبان المعظم کی پندرہویں شب میں عالم بالا میں حکیم و خبیر و دانا مدبّر کے حکم کے مطابق دنیا والوں کیلئے جو روز ازل میں فیصلے کئے گئے تھے ان میں سے ایک سال کا جامع بجٹ کارکنانِ قضاء وقدر یعنی خاص مقرب فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے، اس دنیا میں سب کچھ وہی ہوتا ہے جو فرشتوں کو پیش کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب شعبان المعظم کی پندرہویں شب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملک الموت کو ایک فہرست دی جاتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جن جن لوگوں کا نام اس فہرست میں درج ہے ان کی روحوں کو

اس سال وقت مقررہ پر قبض کرنا، کوئی بندہ تو باغوں کے درخت لگا رہا ہوتا ہے، کوئی شادی کرتا ہوتا ہے، کوئی تعمیر میں مصروف ہوتا ہے، حالانکہ اسکا نام مُردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ (ماثبت بالسنۃ)

اسی مضمون کی متعدد روایات حافظ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی نے اپنی مشہور کتاب المصنَّف میں ذکر کی ہیں، دیکھیے ''مصنف عبدالرزاق''

☆ حضرت عثمان بن محمد فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم نے فرمایا عمریں ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک طے کی جاتی ہیں یہاں تک کہ انسان شادی بیاہ کرتا ہے اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ اس کا نام مُردوں کی فہرست میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔

(اخراجه البیهقی فی الشعب وهو اصح، الجامع لاحکام القرآن القرطبی)

☆ حضرت راشد بن سعد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم نے فرمایا شعبان المعظم کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ ان تمام روحوں کو قبض کرنے کی تفصیل ملک الموت کو بتا دیتا ہیں جو اس سال میں قبض کی جائیں گی۔

(اخرجه الدنیوری فی المجالسة، روح المعانی)

☆ حضرت علاء بن حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے اور اتنے لمبے سجدے کئے کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ کی وفات ہوگئی ہے، میں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو میں اٹھی اور آپکے پاؤں کے انگوٹھے کو حرکت دی، اس میں حرکت ہوئی، میں واپس لوٹ آئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے عائشہ یا فرمایا اے حمیرا! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ (اللہ کا) نبی تمہاری حق تلفی کرے گا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدا ایسی بات نہیں ہے، درحقیقت مجھے یہ خیال ہوا کہ شاید آپ کی وفات ہوگئی ہے کیونکہ آپ نے سجدے بہت لمبے کئے تھے، آپ نے فرمایا جانتی بھی ہو یہ کونسی رات ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم) ہی زیادہ جانتے ہیں، فرمایا یہ شعبان المعظم کی پندرہویں شب ہے، اللہ عزوجل اس رات اپنے بندوں پر نظر رحمت فرماتا ہے، بخشش چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے، طالبینِ رحم پر رحم فرماتا ہے اور کینہ وروں کو ان کی حالت ہی پر چھوڑ دیتا ہے۔ (رواه البیهقی فی شعب الایمان)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات میں بڑے بڑے امور انجام پاتے ہیں یعنی اس سال جتنے پیدا ہونے والے ہیں ان کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں اور جس نے مرنا ہے ان کے نام بھی لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں یعنی بارگاہِ خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں اور مخلوق کو اس سال جو رزق ملنا ہوتا ہے وہ بھی اسی شب

میں لکھ دیا جاتا ہے۔

☆علامہ محمد بن احمد انصاری قرطبی تحریر فرماتے ہیں

ایک قول یہ ہے کہ ان امور کے لوح محفوظ سے نقل کرنے کا آغاز شب برأت سے ہوتا ہے اور اختتام لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔ (تفسیر قرطبی)

☆حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں

اس میں کوئی نزاع نہیں کہ شعبان المعظم کی پندرھویں شب میں مذکورہ امور انجام پاتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح)

☆علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی حنفی بغدادی تحریر فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تمام امور کے فیصلے تو شب برأت میں ہوتے ہیں اور جن فرشتوں نے ان امور کو انجام دینا ہوتا ہے ان کے سپرد رمضان کی ستائیسویں شب (لیلۃ القدر) میں کیے جاتے ہیں۔ (روح المعانی)

قبرستان کی حاضری﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم میرے پاس تشریف لائے اور اپنے کپڑے اتارے، تھوڑی دیر گزرنے نہ پائی تھی کہ آپ نے ان کو پھر پہن لیا، مجھ کو یہ خیال آیا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس جارہے ہیں اس لئے مجھے بہت غیرت آئی، میں آپ کے پیچھے پیچھے نکل کھڑی ہوئی، تلاش کرتے ہوئے میں نے آپ کو جنت البقیع میں پایا، آپ مسلمان مردوں عورتوں اور شہداء کیلئے استغفار کررہے تھے میں نے دل میں کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں، آپ خدا کے کام میں مصروف ہیں اور میں دنیا کے کام میں، میں وہاں سے واپس اپنے حجرے میں چلی آئی (اس آنے جانے میں) میرا سانس پھول گیا، اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سلم تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا یہ سانس کیوں پھول رہا ہے؟ میں نے عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے جلدی سے دوبارہ کپڑے پہن لئے، مجھ کو یہ خیال کر کے سخت رشک ہوا کہ آپ ازواج مطہرات میں سے کسی اور کے پاس تشریف لے گئے ہیں، نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے آپ کو خود بقیع غرقد میں جا دیکھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا عائشہ کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ خدا اور خدا کا رسول تمہارا حق ماریں گے؟ (اصل بات یہ ہے کہ) جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں رات ہے اور خداوند عالم اس رات میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو کہ قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوتے ہیں مگر اس میں خدا تعالیٰ مشرکین، کینہ ور، رشتے ناطے توڑنے والے، ازار ٹخنوں سے نیچے رکھنے والے، ماں باپ کے نافرمان اور شراب کے عادی لوگوں کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ سلم شب برأت میں قبرستان تشریف لے گئے تھے معلوم ہوا مزارات اور قبرستان جانا سنت نبوی ہے۔

دعائے شب برات ﴿ ابن اسحٰق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بتایا نصف شعبان کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں سجدہ کی حالت میں یہ دعا فرما رہے تھے

سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ وَآمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ رَبِّ ھٰذِہٖ یَدِیْ وَمَا جَنَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ یَا عَظِیْمُ یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْھِیْ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ

میرے بدن اور میری صورت نے تجھے سجدہ کیا میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور یہ میرے ہاتھ ہیں جن سے میں نے خود پر زیادتی کی، اے عظیم ! ہر بڑی بات میں اس پر امید کی جاتی ہے، بڑا گناہ معاف فرمادے میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اس کی صورت بنائی اور کان اور آنکھ بنائے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور یہ دعا کی

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا مِنَ الشَّرِّ نَقِیًّا لَا کَافِرًا وَ لَا شَقِیًّا

اے اللہ ! مجھے ایسا دل عطا فرما جو پرہیز گار ہو شرک سے پاک ہو، نیک ہو، نہ کافر ہو اور نہ ہی بد بخت ہو۔

پھر دوبارہ سجدہ کیا اور میں نے یہ پڑھتے ہوئے سنا

اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَأَعُوْذُ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ دَاوٗدُ عَلَیْہِ السَّلَامُ أُعَفِّرُ وَجْھِیْ فِی التُّرَابِ لِسَیِّدِیْ فَحَقٌّ لَہٗ

میں تیری ناراضگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ تجھ سے تیری پناہ، میں تیری تعریف نہیں کرسکتا بس تو ایسا ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا میں اپنے آقا کیلئے مٹی میں اپنے چہرے کو خاک آلود کرتا ہوں اور چہرے کا یہ حق ہے کہ اپنے آقا کیلئے خاک آلودہ ہو۔

(مکاشفۃ القلوب)

صبح کو میں نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا : اے عائشہ تم اس دعا کو یاد کرو گی؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور، آپ نے

فرمایا سیکھ لو، مجھ کو یہ کلمات حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتائے ہیں اور کہا ہے کہ سجدہ میں ان کو بار بار پڑھا کرو۔

شب بیداری ﴾ حضرت سیّدنا مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب آئے تو رات کو نماز پڑھو اور اگلے دن روزہ رکھو، کیونکہ غروب شمس سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک اللہ رب العزت قریب کے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور یوں پکارتا ہے، کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کردوں، کیا کوئی مبتلائے مصیبت ہے جو اس مصیبت سے بچنے کی درخواست کرے، میں اس کو عافیت عطا کردوں، کیا کوئی فلاں قسم کا آدمی ہے، فلاں قسم کا آدمی ہے، ایک ایک ضرورت کا نام لے کر اللہ تعالیٰ پکارتا ہے۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح)

شب برأت کی عظمتوں اور فضیلتوں کا کیا کہنا؟ یہی وہ مقدس رات ہے جس میں پروردگار عالم اپنی رحمت کاملہ اور رحمت عامہ کے ساتھ اہل دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے، دنیا والوں کو اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے ان کے دامن میں رحمت و بخشش اور عطا کے خزانے بھرتا ہے، بشارت ہو ان نفوس قدسیہ کو اور ان خوش بختوں کو جو اس مقدس رات میں اپنے پروردگار کی رحمت کا سایہ ڈھونڈھتے ہیں، عبادت و بندگی کرتے ہیں، اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کی درخواست پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی درخواستوں کو اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں قبول فرماتا ہے۔

شب برأت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے خود بھی شب بیداری فرمائی، دوسروں کو بھی شب بیداری کا حکم دیا (جیسا کہ ابھی تفصیل گذری) اور نہ صرف حکم دیا بلکہ جاگنے کی فضیلت بھی بتلائی۔

پانچ راتیں ﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کا ارشاد گرامی ہے

جس نے پانچ راتوں کو زندہ رکھا اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔

۱۔ آٹھویں ذی الحجہ کی رات

۲۔ نویں ذی الحجہ کی رات

۳۔ عید الاضحیٰ کی رات

۴۔ عید الفطر کی رات

۵۔ پندرہویں شعبان کی رات

شب برأت اور ہمارے اسلاف

اسی لئے اہلسنت ہمیشہ سے اس شب کی فضیلت و بزرگی کا اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں۔

☆ چنانچہ علامہ ابن الحاج مالکی رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب المدخل (جس کا تعارف علامہ ابن حجر عسقلانی نے ان الفاظ میں کروایا ہے آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام المدخل رکھا یہ کتاب بڑی فائدہ مند ہے اس میں آپ نے ان برائیوں اور بدعتوں کو کھول کھول کر بیان کیا ہے جن کا لوگ ارتکاب کرتے ہیں، اور جن میں لوگ مساہلت برتتے ہیں، ان میں اکثر منکرات ہیں اور بعض میں منکر ہونے کا احتمال ہے) میں شب برأت سے متعلق اسلاف امت کا نظریہ یوں لکھا ہے، اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی عظمت والی ہے اور (ہمارے) اسلاف رضی اللہ عنہم اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے ہی اس کیلئے تیاری کرتے تھے، جب یہ رات آتی تھی تو وہ اس کی ملاقات اور اس کی حرمت وعظمت بجالانے کیلئے مستعد ہوتے تھے۔ (المدخل)

فقہاء کرام نے بھی لکھا ہے کہ شب برأت میں قیام کرنا یعنی رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت کرنا مستحب ہے۔

* چنانچہ علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اہل شام میں سے جلیل القدر تابعین مثلاً حضرت خالد بن معدان، حضرت مکحول، حضرت لقمان بن عامر (رحمہم اللہ) وغیرہم شعبان کی پندرہویں شب کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس شب میں خوب مبالغہ کے ساتھ عبادت کرتے تھے انہی حضرات سے لوگوں نے شب برأت کی فضیلت و بزرگی کو اخذ کیا ہے۔ (لطائف المعارف)

* علامہ ابن نجیم مصری حنفی رقمطراز ہیں اور مستحبات میں سے ہے رمضان کی آخری دس راتوں میں، عیدین کی راتوں میں ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں، اور شعبان کی پندرہویں شب میں شب بیداری کرنا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے، یہ احادیث الترغیب والترہیب میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ (البحر الرائق)

علامہ علاؤالدین الحصکفی حنفی تحریر فرماتے ہیں

اور مستحبات میں سے ہے، سفر میں جاتے وقت اور واپس آکے دو رکعتیں پڑھنا، اور عیدین کی رات میں، شعبان کی پندرہویں شب میں، رمضان کے آخری عشرہ میں اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں شب بیداری کرنا۔

(الدر المختار مع شرح ردالمحتار)

* علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی حنفی تحریر فرماتے ہیں

اور مستحب ہے شعبان کی پندرہویں شب میں شب بیداری کرنا۔ (نور الایضاح مع شرح وحاشیہ طحطاوی)

* حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں

شب برأت میں بیدار رہ کر مختلف قسم کی نفلی عبادات کے اندر مشغول رہنے کے مستحب ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے، اس کی دلیل ابن ماجہ اور بیہقی کی شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی حدیث ہے اور اس سلسلہ میں دوسری احادیث بھی ہیں، جن کو بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے، جیسا کہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے الایضاح والبیان میں تفصیل سے بیان کیا ہے یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم اس رات کو زیادہ سے زیادہ عبادات اور دعائیں فرماتے تھے، اور آپ نے زیارت قبور بھی کی تھی اور مُردوں کیلئے دعا بھی کی تھی، اور ان تمام قولی وفعلی احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شب میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنا مستحب ہے، ہر بندے کو اختیار ہے چاہے نماز پڑھے یا کوئی اور عبادت کرے، اگر وہ نماز پڑھنے کو اختیار کرے تو رکعتوں کی تعداد اور کیفیت میں بھی اس کو اختیار ہے، لیکن کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے شارع علیہ السلام نے صراحتاً یا اشارتاً منع کیا ہو۔ (الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة)

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا افضل ہے خواہ خلوت میں یا جلوت میں، لیکن اجتماع کا اہتمام نہ کیا جاوے۔ (زوال السنة عن اعمال السنته (قدیم نسخه)

ان احادیث سے جس طرح اس مبارک رات کے بیش بہا فضائل و برکات معلوم ہوئے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کیلئے اس رات میں اعمال ذیل مسنون ہیں۔

۱۔ رات کو جاگ کر نوافل پڑھنا اور ذکر وتلاوت میں مشغول رہنا بکثرت درود وسلام پڑھنا۔

اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور عاقبت اور اپنے مقاصدِ دارین کی دعا مانگنا۔ (بارہ ماہ خیر از حضو فیض ملت)

﴿شب برات پر فضول رسمیں﴾

﴿شب برات پر کیا کریں کیا نہ کریں﴾

اس رات صدقہ وخیرات کرنا (خواہ وہ حلوہ یا کوئی اور کھانے کی اشیاء) غرباء ومساکین میں کرنا اچھا عمل ہے باعث ثواب ہے بعض اسے بدعت سے تعبیر کرتے ہیں جو کسی صورت بھی مناسب نہیں ہے البتہ عوام میں جو رسم ورواج ہے اس کی کوئی اصل نہیں مگر عوام کی رسومات سے صدقہ وخیرات کی نفی کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

آتش بازی﴾ بعض جہلاء اس رات آتش بازی کرتے ہیں جس سے اسراف وفضول خرچی کا مظاہرہ ہوتا ہے، ایک طرف اس سے قوم کو بار بار جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے دوسری طرف شرعاً یہ افعال مذموم وقبیح ہیں۔

شیخ شاہ عبدالحق رحمہ اللہ علیہ محدث دہلوی میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان کیا اکثر شہروں میں جو اس وقت بلا ضرورت کثرت سے آتش بازی اور دیگر لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں۔ یہ بری رسم سوائے ہندوستان کے اور ملکوں میں نہیں ہے۔ اصل

میں یہ بری رسم ان لوگوں کی ہے جو آتش پرست تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہ لوگ اپنی رسوم جاہلیت پر قائم رہے، ان کی دیکھا دیکھی دوسرے مسلمان بھی اس بلائے عظیم میں مبتلا ہو گئے۔ (ماثبت فی السنۃ)

اہل اسلام کو چاہیے کہ آتش بازی جیسی مذموم رسم سے بچیں حکومت وقت کو چاہیے کہ آتش بازی کرنے والوں کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کرے تا کہ اس فضیلت والی رات کی برکتوں سے محرومی نہ ہو۔
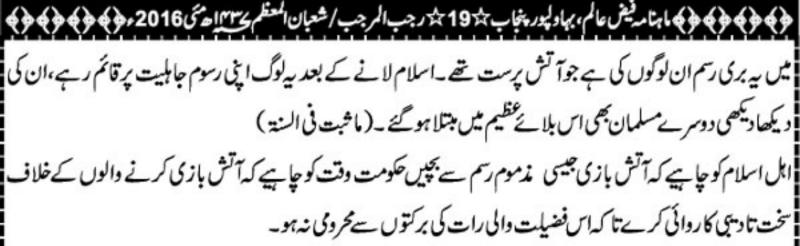
طلباء کرام کے لنگر میں حصہ ملائیں

آپ کے جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور میں زیر تعلیم طلباء رطالبات آپ کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ رمضان المبارک میں اپنے عطیات صدقات وخیرات گندم کے عشر وغیرہم سے ان کی مدد فرمائیں آپ کی تھوڑی سی توجہ سے علوم اسلامیہ عربیہ کا سلسلہ جاری رہیگا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل ہوگی، ضرور توجہ فرمائیں۔ بذریعہ بینک مالی معاونت کرنے والے کھاتہ بنام

''جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور'' اکاؤنٹ نمبر 2-1328 مسلم کمرشل بینک عیدگاہ برانچ بہاولپور۔ (ادارہ)

منزل بہ منزل

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے پچاس سالہ دورہائے تفسیر القرآن میں تدریسی خدمات 1961 تا 2010ء کا تذکرہ ''منزل بہ منزل'' کے نام سے ضخیم کتاب تیار ہے۔ بہت جلد آپ اس اہم ترین دستاویز کا مطالعہ کر سکیں گے۔

محمد فیاض احمد اویسی رضوی دفتر ''فیض عالم'' بہاولپور

حج ادا نہ کرنے پر وعید

اس سال (۱۴۳۷ھ) حج کی درخواستیں جمع ہونے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ جن حضرات وخواتین پر حج فرض ہے انہیں زندگی کی مہلت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس فریضہ کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائی

" وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ o

(آل عمران)

اور اللہ تعالیٰ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (بیت اللہ) کا حج (فرض) ہے اس شخص کے ذمہ ہے جو وہاں جانے کی سبیل رکھتا ہو اور جو منکر ہو تو (اللہ جل شانہ کا کیا نقصان ہے) اللہ تعالیٰ تمام جہاں سے غنی ہے (اس کو کیا پرواہ) (ترمذی، باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس شخص کے لیے کوئی واقعی مجبوری حج سے روکنے والی نہ ہو، ظالم بادشاہ کی طرف سے روک نہ ہو یا ایسا شدید مرض نہ ہو جو حج سے روک دے پھر وہ بغیر حج کئے مر جائے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

(دارمی، باب من مات ولم یحج، جمع الجوامع او الجامع الکبیر للسیوطی)

یہ سفر بھی عجیب سفر ہے جو مسافر کی مرضی سے نہیں، بلانے والے کی مرضی سے طے ہوتا ہے۔ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ امریکہ و لندن اور پیرس تک کے سفر اُن کیلئے معمول کی بات ہے۔ مال کی فراوانی اور دولت کی ریل پیل ہے۔ بظاہر صحت بھی قابلِ رشک ہے اور خدّام کی بھی پوری فوج ہے لیکن رب البیت کی اجازت کے بغیر آخر وہ بیت اللہ کیسے چلے جائیں؟ ایسے محروم قسمت لوگ ہمیشہ اسی سوچ بچار میں رہتے ہیں کہ کر لیں گے حج بھی ابھی کونسی جلدی ہے؟ جب دنیا کے بکھیڑوں سے فارغ ہو جائیں گے بالوں میں چاندی چمکنے لگے گی اور عمر ڈھلنے لگے گی تب کسی دن یہ فرض بھی سر سے اتار لیں گے۔ پھر افسوس کہ ایسا کوئی دن آنے سے پہلے ہی کسی صبح یا کسی شام حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنا فرض نبھانے پہنچ جاتے ہیں۔ پھر یہ کہتا ہے

کہ ہائے کاش! میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوتا لیکن اب کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت زندگی بھر فراغت کے انتظار میں حج کا فریضہ ٹالتا رہا اور فراغت ملی بھی تو ایسی کہ سوائے حسرت ندامت اور افسوس کے کسی کام کی نہیں۔

کتنے ایسے بھی فقر منش اور درویش دیکھے کہ کسی چیز کی فکر نہیں۔ مکان نہ دوکان، بینک نہ بیلنس، کاروبار نہ ملازمت لیکن بیت اللہ کی تڑپ نے انہیں دیار محبوب پہنچا ہی دیا اور ایسے پہنچایا کہ دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ گئے۔ پتہ چلا کہ عشق ووفا کا سفر مال ودولت سے نہیں جذبات محبت سے ہی طے ہوتا ہے۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بہ پائے خود کہ مکویت رسیدہ است
ہردم ہزار بوسہ زنم دست خویش را
کہ دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

میں اپنی آنکھ پر فخر کرتا ہوں کہ اس نے تیرے جمال کا مشاہدہ کرلیا ہے۔
میں اپنے قدم پر گر پڑتا ہوں کیونکہ وہ تیری گلی کوچہ کا سیر کر چکا ہے۔
میں ہر وقت اپنے ہاتھ کو ہزاروں بار چومتا ہوں۔
اس لیے کہ وہ تیرا دامن تھامے ہوئے مجھے کھینچ لایا ہے۔

یادرکھیں عام طور پر حج ہر اس مسلمان پر فرض ہے جس کے پاس حج کا سفر خرچ بھی ہو اور غیر حاضری میں اہل وعیال کا خرچ بھی ہو۔ مزید تفصیل حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی تصانیف ''فیضان حج'' اور ''حج کا ساتھی'' میں دیکھ لی جائے یا کسی مستند عالم دین سے معلوم کرلی جائیں۔ اللہ کریم توفیق عطاء فرمائے۔

آمین ثم آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

افتتاح دورہ تفسیر القرآن

مورخہ ۷ شعبان المعظم بمطابق ۱۴ مئی بروز ہفتہ دار العلوم جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور میں 56 ویں دورہ تفسیر القرآن کی کلاس کا افتتاح ہوگا اہل محبت کو اس بابرکت تقریب میں شرکت کی دعوت پیش کی جاتی ہے۔ ایسی متبرک تقریبات میں یقیناً بہت سارے مسائل ومشکلیں حل ہوتی ہیں۔ (ادارہ)

شبِ معراج مجرموں کے عبرتناک مناظر

افاضات: حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ العزیز

عذاب جہنم کے مناظر ﴿ نبی کریم ﷺ کا گزر دوزخ کے قریب سے ہوا آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دوزخ کی ایک جھلک دیکھنے کی فرمائش کی جو کہ پوری کردی گئی۔

خیانت کرنے والے ﴿ آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ہونٹ اُونٹ کی طرح ہیں۔ وہ بار بار آگ کے گولے اپنے منہ میں ڈالتے ہیں جو کہ ان کی پشت سے خارج ہوتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو امانت میں خیانت کیا کرتے تھے۔

سود خور کا برا حال ﴿ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ بہت بڑے اور پھولے ہوئے ہیں اور اُونٹ اُن کو پاؤں سے روندر ہے تھے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ سود خور تھے۔

سود خور کچھ ایسے بھی تھے ﴿ آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کے پیٹ سوج کر کوٹھے کی طرح ہوگئے تھے۔ ان کے چہرے پیلے ہوگئے تھے۔ ان کی گردنوں میں طوق، ہاتھوں میں زنجیر، پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔ جب وہ کھڑے ہونا چاہتے تو سوجے ہوئے پیٹ کی وجہ سے دوبارہ گر جاتے۔ آپ ﷺ کے پوچھنے پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ لوگ وہ ہیں جو سود کھاتے تھے۔

زانی غذاب میں مبتلا ﴿ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے تازہ اور لذیذ کھانا رکھا تھا اور قریب ہی گندہ اور بدبودار سڑا ہوا کھانا بھی رکھا تھا۔ یہ لوگ اچھا کھانا چھوڑ کر سڑا ہوا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منکوحہ بیویوں کو چھوڑ کر دوسری عورتوں کے ساتھ حرام کاری کیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ عورتوں کو ان کی چھاتیوں سے لٹکایا گیا تھا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ان عورتوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تھی۔

نماز میں سستی کرنے کا عذاب ﴿ آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جاچکتے ہیں تو پھر سابقہ حالت میں آجاتے ہیں۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز میں سستی کرتے تھے اور اس کو اپنے وقت پر ادا نہیں کرتے تھے اور رکوع و سجود بھی پورا نہیں کرتے تھے۔

غیبت کرنے والے ﴿ آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کو مردار جانوروں کا ٹکڑا کھلایا جاتا آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ لوگ چغل خوری کرتے تھے اور اپنے دوسرے بھائیوں کا گلا کرتے تھے۔

شراب نوش ﴿ آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کے چہرے کالے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ان کا نچلا ہونٹ پاؤں پر لٹکتا تھا اور اوپر کا ہونٹ سر کے اوپر جاتا تھا۔دوزخ کی آگ کا زرد پانی آگ کے پیالوں میں پلایا جاتا تھا حتیٰ کہ پیپ اور خون ان کے منہ سے ٹپکتا۔وہ گدھے کی طرح رینگتے اور چلاتے تھے۔آپ کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ لوگ شراب پیا کرتے تھے۔

جھوٹے گواہ ﴿ آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کی زبانیں گدی سے نکالی گئی تھیں اور انکی شکلیں مسخ ہو کر خنزیر جیسی بن گئی تھی۔سر سے پاؤں تک عذاب میں گرفتار تھے۔آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹی گواہی دیتے تھے۔

قاتلِ ناحق ﴿ پھر آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جن کو فرشتے آگ کی چھریوں سے ذبح کر رہے تھے اور ان کے گلے سے کالا خون بہتا تھا۔وہ پھر زندہ ہوتے اور اسی طرح دوبارہ فرشتے انھیں ذبح کرتے۔آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر عرض کی گئی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا ناحق قتل کرتے تھے۔(خودکش حملہ کرنے والے بھی اسی زمرے میں آتے ہیں)

خاوند کی نافرمان بیویاں ﴿ آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسی عورتوں پر جن کے منہ کالے اور آنکھیں نیلی تھیں۔ آگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔فرشتے ان کو آگ کے گرز مارتے وہ گدھوں اور کتوں کی طرح چلاتی ہیں۔حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ اپنے خاوند کی نافرمان تھیں۔

والدین کے نافرمان ﴿ پھر آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسے لوگوں پر جو آگ کے جنگل میں قید تھے۔آگ ان کو جلاتی وہ پھر درست ہوجاتے اور اسی وقت آگ انہیں دوبارہ جلاتی اور یہ سلسلہ جاری رہتا۔بتایا گیا یہ لوگ اپنے ماں باپ کے نافرمان تھے۔

دغا باز اور منافق ﴿ آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسی قوم پر ہوا جو ہوا میں لٹکے ہوئے تھے ان کی آنکھ، کان، ناک سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ان میں سے ہر اک پر دو دو فرشتے مقرر تھے جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے اور ہر گرز کی ستر شاخیں تھیں اگر ایک شاخ کسی پہاڑ پر پڑے تو اسے بھی ریزہ ریزہ کردے۔وہ دو فرشتے اس گرز سے اس کو سزا دیتے بتایا گیا کہ یہ دغا باز اور منافق لوگوں کی سزا تھی۔

بے ہودہ گانے والے ﴿ آپ ﷺ کا گزر ہوا ایسی قوم پر ہوا جن کی آنکھیں نیلی اور منہ کالے تھے اور تیل کے

کپڑے پہنے ہوئے تھے فرشتے ان کو آتشی گرز مارتے اور حضرت جبریل امین ﷺ نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ تھے جو بے ہودہ گانے والے تھے۔

زکوۃ نہ دینے والے ﴾ آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی شرم گاہ کے آگے پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور وہ مویشی کی طرح چر رہے ہیں اور (زقوم) دوزخ کے پتھر کھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے فقیروں اور مسکینوں پر رحم نہیں کرتے۔

سوال ﴾ اس وقت نماز فرض ہی نہیں ہوئی تھی اور نہ زکوٰۃ تو پھر اسکی کوتاہی پر عذاب کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب ﴾ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید پہلی اُمت کے لوگ ہوں یا آپ کی اُمت کے لوگ ہوں لیکن آپ کو آنے والے حالات کا انکشاف ہو گیا یا ہر دو طرح کے لوگ ہوں اور کسی امت کی تخصیص نہ ہو۔

قاعدہ ﴾ علاوہ ازیں دیگر کشفی واقعات میں بھی یہی احتمالات ہونگے جو نگاہ نبوت کی شان ہے جس طرح ہمارے عینی مشاہدہ کے سامنے کثیف چیزیں مثلاً دیوار وغیرہ کے عذاب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ ماضی و استقبال کے واقعات دیکھنے کیلئے زمانہ حال آڑے ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ہماری نگاہ ان واقعات کو نہیں دیکھ سکتی مگر جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی نبی علیہ السلام کو گر یہ طاقت بخشے کہ زمانہ حال آگے آڑے نہ بنے تو یہ محال نہیں بلکہ قدرتِ الٰہی کے لئے یہ امر ممکن ہے اور نہ ہی مشکل۔

فائدہ ﴾ ایسی بات جس کا خرقِ عادت کے طور پر شہود ہو جائے اس کا کشف یا مکاشفہ کہتے ہیں اور خدا کی توفیق سے اولیاء اللہ کو یہ کشف حاصل ہوتا ہے اور یہی ان کی کرامت ہے جس طرح نبی علیہ السلام کے لئے یہ کشف معجزہ ہوتا ہے۔

یتیموں کا حق کھانے والے ﴾ آپ ﷺ کا گزر ایک اور قوم پر ہوا جن کے ہونٹ اُونٹوں کی طرح تھے اور وہ آگ کی چنگاری کھا رہے تھے اور وہ چنگاریاں ان کے پیٹ کو جلاتے ہوئے نیچے سے نکل جاتی اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری ہے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آجال کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے وہ اشخاص مراد ہیں جو یتیموں کے متولی یا ان کے اموال کے متولی ہو کر ناجائز طور پر ان کا مال کھا جاتے ہیں۔

تنبیہ! مدارس عربیہ کے منتظمین اور یتیم خانوں کے منتظمین توجہ کریں جو یتیموں کے نام پر چندہ جمع کر کے خرد برد کر جاتے ہیں۔

راہ کے موذی ﴾ ایسے لوگوں پر گزر ہوا جو شارع عام سولیوں پر لٹکائے جا رہے ہیں آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ وہ

لوگ ہیں جو راستہ میں بیٹھ کر راہ چلنے والوں کو تکلیف دیتے تھے۔

خوشامدی ﴾ آپ ﷺ کا گزر ایک اور قوم پر ہوا جن کے ہونٹ اور زبانیں آگ کی مقراضوں سے کاٹی جاتی جب وہ اصلی حالت پہ آجاتی تو فرشتے پھر کاٹ لیتے اور ایک لمحے کی مہلت نہیں دیتے۔ جبرائیل نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں، امراء کی خوشامد کرتے اور ان کے جھوٹ اور بُری باتوں پر ہاں میں ہاں ملاتے اور ان کو فسق و فجور سے نہیں روکتے۔

حرام خور ﴾ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میرا ایسی قوم سے گزر ہوا جن کے لیے بہتریں اور لزیز گوشت کے دستر خوان بچھے ہوئے لیکن وہ لوگ بدبودار اور گندے گوشت کے خوانچوں سے گوشت کھا رہے ہیں، میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو مال حلال کو چھوڑ کر حرام کھاتے تھے۔

نوٹ ﴾ مزید سزا یافتگان کی تفصیل فقیر کی کتاب ''معراج المصطفیٰ'' میں پڑھیں یا پھر فقیر کی ترجمہ کردہ کتاب ''الزواجر'' مصنفہ امام ابن الحجر المکی رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ کریں۔

شائع کردہ ضیاء اکیڈمی (باب المدینہ) کراچی

روشن دریچے

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ناظم دار العلوم نعیمیہ کراچی نے اپنے ہم عصر اکابرینِ اہلسنّت 1952 سے 2015ء تک کا ذکر جمیل بہت ہی خوبصورت پیرائے تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ محبوبانِ خدا کا ذکر باعث تسکین دل وجان ہے چاہے تقریر کی صورت میں ہو یا تحریر کی صورت جب اہلسنّت کا تحریری ذکر قلمِ جمیل سے ہو تو اس کی چاشنی کئی گنا بڑھ جاتی ہے اور پھر لطف یہ کہ جب کا ذکر ہو رہا ہے ان سے اکثر کی ملاقات ہو تو پڑھنے کی لذت فروزں تر ہوتی ہے۔ زیر نظر کتاب کے بعض مقامات کو فقیر نے کیا پڑھا؟؟ دل کے تاریک دریچے روشن ہوتے چلے گئے۔ کتاب کا صرف نام روشن دریچے ہی نہیں بلکہ حقیقتاً روشن دریچے ہیں۔ ساڑھے چار سو سے زائد صفحات پر اس ضخیم کتاب میں سینکڑوں روشن دریچے کھلے ہوئے ہیں مضبوط جلد سرورق پر مواجہہ اقدس اور روضہ انور کی رنگین تصویر کتاب کی جان ہے۔ عام ہدیہ صرف 500 روپے ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔ منگوانے کا پتہ

دار العلوم نعیمیہ بلاک نمبر 15 دستگیر سوسائٹی ایف بی ایریا کراچی ۳۸

نیکی میں عورت برابر کی شریک ہے

حضرت اسماء بنت یزید انصاری صحابیہ رضی اللہ عنہا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں مسلمان عورتوں کی طرف سے بطور قاصد کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ بیشک آپ کو اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے مرد اور عورت دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ اس لئے ہم عورتوں کی جماعت آپ پر ایمان لائی اور اللہ پر ایمان لائی، لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہے پردوں میں بند رہتی ہے، مردوں کے گھروں میں رگری رہتی ہے اور مردوں کی خواہشیں ہم سے پوری کی جاتی ہیں۔ ہم ان کی اولاد کو پیٹ میں اٹھائے رہتی ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں۔ جمعہ میں شریک ہوتے ہیں، جماعت کی نمازوں میں شریک ہوتے ہیں، بیماروں کی عیادت کرتے ہیں، جنازوں میں شرکت کرتے ہیں، حج پر حج کرتے رہتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر جہاد کرتے رہتے ہیں اور جب وہ حج کے لئے یا عمرہ کے لئے یا جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں ان کے لئے کپڑا بنتی ہیں، ان کی اولاد کو پالتی ہیں کیا ہم ثواب میں ان کی شریک نہیں؟

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ تم نے دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سنی؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم کو خیال بھی نہ تھا کہ کوئی عورت بھی ایسا سوال کرسکتی ہے۔ اس کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ غور سے سن اور سمجھ اور جن عورتوں نے تجھ کو بھیجا ہے ان کو بتادے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈنا اور اس پر عمل کرنا، ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا یہ جواب سن کر نہایت خوش ہوتی ہوئی واپس ہوگئیں۔ (اسد الغابہ)

یمن کا بادشاہ تبع حمیری

فقیر نے جب سے ہوش سنبھالا تو جمعۃ المبارک کا مثالی اجتماع جامع مسجد سیرانی بہاولپور میں دیکھا جہاں میرے حضور قبلہ والدی حضرت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ خطاب فرمایا کرتے تھے آپ کا مدلل ومحقق خطاب سننے کے لیے بہاولپور ومضافات سے اہل محبت صبح سے آنا شروع ہو جاتے تھے۔ اک عجب سماں ہوتا تھا عموماً حضرت قبلہ علیہ الرحمہ ایک سواء بجے بیان شروع فرمادیتے تھے ۳ بجے تک جاری رہتا موسم گرما میں خطاب کا دورانیہ طویل ہوتا مگر مجال ہے کہ مجمع میں کمی ہو یا آنے والے لوگ اکتاہٹ کا شکار ہوں دوران خطاب اہل محبت کا ذوق دیدنی ہوتا تھا۔

فقیر کو یاد ہے ایک جمعہ آپ نے یمن کے بادشاہ تبع حمیری کا واقعہ بیان فرمایا تو لوگ عش عش کر اٹھے سبحان اللہ ماشاء اللہ کی داد کی کیا بات تھی۔ قارئین کرام کے ذوق کے لیے واقعہ پیشِ خدمت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانے سے ایک ہزار سال قبل یمن کا بادشاہ تُبّع حمیری تھا، ایک مرتبہ وہ اپنی سلطنت کے دورہ کو نکلا، تقریباً بارہ ہزار عالم اور حکیم اور ایک لاکھ بتیس ہزار سوار، ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ اپنے ہمراہ لئے ہوئے اس شان سے نکلا کہ جہاں بھی پہنچتا اس کی شان وشوکت شاہی دیکھ کر مخلوق خدا چاروں طرف نظارہ کو جمع ہو جاتی تھی، یہ بادشاہ جب دورہ کرتا ہوا مکہ معظمہ پہنچا تو اہل مکہ سے کوئی اسے دیکھنے نہ آیا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اپنے وزیر اعظم سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ اس شہر میں ایک گھر ہے جسے بیت اللہ کہتے ہیں، اس کی اور اس کے خادموں کی جو یہاں کے باشندے ہیں تمام لوگ بے حد تعظیم کرتے ہیں اور جتنا آپ کا لشکر ہے اس سے کہیں زیادہ دور اور نزدیک کے لوگ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں اور یہاں کے باشندوں کی خدمت کر کے چلے جاتے ہیں، پھر آپ کا لشکر ان کے خیال میں کیوں آئے۔ یہ سن کر بادشاہ کو غصہ آیا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں اس گھر کو کھدوا دوں گا اور یہاں کے باشندوں کو قتل کروا دوں گا، یہ کہنا تھا کہ بادشاہ کے ناک منہ اور آنکھوں سے خون بہنا شروع ہو گیا اور ایسا بدبودار مادہ بہنے لگا کہ اس کے پاس بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رہی اس مرض کا علاج کیا گیا مگر افاقہ نہ ہوا، شام کے وقت بادشاہ ہی علماء میں سے ایک عالم ربانی تشریف لائے اور نبض دیکھ کر فرمایا، مرض آسمانی ہے اور علاج زمین کا ہو رہا ہے، اے بادشاہ! آپ نے اگر کوئی بری نیت کی ہے تو فوراً اس سے توبہ کریں، بادشاہ نے دل ہی دل میں بیت اللہ شریف اور خدام کعبہ کے متعلق اپنے ارادے سے توبہ کی، توبہ کرتے ہی اس کا وہ خون اور مادہ بہنا بند ہو گیا اور پھر صحت کی خوشی میں اس نے بیت اللہ شریف کو ریشمی غلاف چڑھایا اور شہر کے ہر باشندے کو سات سات اشرفی اور سات سات ریشمی جوڑے نذر کئے۔ تو اس طرح کعبہ معظمہ پر غلاف چڑھانے کا

سلسلہ تبع حمیری نے شروع کیا۔

پھر یہاں سے چل کر (یثرب) مدینہ منورہ پہنچا تو ہمراہ وہی علماء نے جو کتب سماویہ کے عالم تھے وہاں کی مٹی کو سونگھا اور کنکریوں کو دیکھا اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ کی جو علامتیں انھوں نے پڑھی تھیں، ان کے مطابق اس سر زمین کو پایا تو باہم عہد کرلیا کہ ہم یہاں ہی مر جائیں گے مگر اس سرزمین کو نہ چھوڑیں گے، اگر ہماری قسمت نے یاوری کی تو کبھی نہ کبھی جب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے ہمیں بھی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا ورنہ ہماری قبروں پر تو ضرور کبھی نہ کبھی ان کی نعلین شریف کی مقدس خاک اڑ کر پڑ جائے گی جو ہماری نجات کے لئے کافی ہے۔

یہ سن کر بادشاہ نے ان علماء کے واسطے چار سو مکان بنوائے اور اس بڑے عالم ربانی کے مکان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر ایک دو منزلہ عمدہ مکان تعمیر کروایا اور وصیت کر دی کہ جب آپ تشریف لائیں تو یہ مکان آپ کی آرام گاہ ہو گا اور ان چار سو علماء کی کافی مالی امداد بھی کی اور کہا کہ تم ہمیشہ یہیں رہو اور پھر اس بڑے عالم ربانی کو ایک خط لکھ دیا اور کہا کہ میرا یہ خط نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دینا اور اگر زندگی بھر تمہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا موقع نہ ملے تو اپنی اولاد کو وصیت کر دینا کہ نسلاً بعد نسلاً میرا یہ خط محفوظ رکھیں حتیٰ کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جائے یہ کہہ کر بادشاہ وہاں سے چل دیا۔

وہ خط آپ کی خدمت اقدس مین ایک ہزار سال بعد پیش ہوا کیسے ہوا اور خط میں کیا لکھا تھا؟ سنیئے اور عظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھیے۔

کمترین مخلوق تبع اول حمیری کی طرف سے شفیع المذنبین سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما بعد: اے اللہ کے حبیب! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کتاب آپ پر نازل ہو گی اس پر بھی ایمان لاتا ہوں اور میں آپ کے دین پر ہوں، پس اگر مجھے آپ کی زیارت کا موقع مل گیا تو بہت اچھا و غنیمت اور اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو میری شفاعت فرمانا اور قیامت کے روز مجھے فراموش نہ کرنا، میں آپ کی پہلی امت میں سے ہوں اور آپ کے ساتھ آپ کی آمد سے پہلے ہی بیعت کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ اس کے سچے رسول ہیں۔

شاہ یمن کا یہ خط نسلاً بعد نسلاً ان چار سو علماء کے اندر حرزِ جان کی حیثیت سے محفوظ چلا آیا یہاں تک کہ ایک ہزار سال کا عرصہ گزر گیا، ان علماء کی اولاد اس کثرت سے بڑھی کہ مدینہ کی آبادی میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور یہ خط دست بدست مع وصیت کے اس بڑے عالم ربانی کی اولاد میں سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور آپ نے وہ خط اپنے غلام خاص ابو لیلیٰ کی تحویل میں رکھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ کی الوداعی

وادی ثنیات کی گھاٹیوں سے آپ کی اونٹنی نمودار ہوئی اور اہل مدینہ کے خوش نصیب حضرات محبوب خدا سرور انبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لیے جوق در جوق آ رہے تھے اور کوئی اپنے مکانوں کو سجا رہا تھا تو کوئی گلیوں اور سڑکوں کو صاف کر رہا تھا اور کوئی دعوت کا انتظام کر رہا تھا اور سب یہی اصرار کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کی نکیل چھوڑ دو جس گھر میں یہ ٹھہرے گی اور بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہوگی، چنانچہ جو دو منزلہ مکان شاہ یمن تبع حمیری نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر بنوایا تھا وہ اس وقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی تحویل میں تھا، اسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جا کر ٹھہر گئی۔ لوگوں نے ابولیلیٰ کو بھیجا کہ جاؤ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہ یمن تبع حمیری کا خط دے آؤ جب ابولیلیٰ حاضر ہوا تو حضور نے اسے دیکھتے ہی فرمایا تو ابو لیلیٰ ہے؟ یہ سن کر ابولیلیٰ حیران ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں محمد رسول اللہ ہوں، شاہ یمن کا جو خط تمہارے پاس ہے لاؤ وہ مجھے دو چنانچہ ابولیلیٰ نے وہ خط دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھ کر فرمایا، صالح بھائی تُبّع کو آفرین و شاباش ہے۔ سبحان اللہ! (میں صدقے یا رسول اللہ)

بحوالہ کُتب (میزان الادیان) کتاب المُستطرف، حجۃ اللّٰہ علیٰ العالمین (تاریخ ابن عساکر)

دعائے صحت کی اپیل ہے

حضور فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے شاگرد رشید حضرت علامہ فیض احمد چشتی خانپور نورنگہ بہاولپور عرصہ سے بیمار ہیں۔ قارئین کرام سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

میرے حضور قبلہ والد گرامی حضرت فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے بہت ہی مخلص دوست سفر حجاز کے ساتھی حضرت الحاج سیّد صادق حسین شاہ سجادہ نشین گدائی (ڈی جی خان) صاحب فراش ہیں دعائے صحت کی اپیل ہے۔ (محمد فیاض اویسی)